یونانی المیہ "میڈیا" کے اردو ترجمہ کا تجزیاتی مطالعہ

(An Analytical Study of Urdu Translation of Greek Tragedy "Medea")

DOI: https://doi.org/**10.54692/**nooretahqeeq.**2023.07042078**

عطرت بتول
Itrat Batool
PhD Scholar, Department of Urdu
Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi

ڈاکٹر محمد قاسم
Dr. Muhammad Qasim
Assistant Professor, Department of Urdu
Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract:

"Medea" is ancient Greek tragic play written by Euripides which was produced in 431 BC for the first time. The play is about a serious social issue of remarriage of Men and the response of Women, resulting in parallel familial destructions about all around the world. The play reveals many universal themes like passion, rage, revenge, pride, intelligence, justice and unjust in a society. The play can be taken as the first work of feminism and Medea as a feminist heroine. Euripides deals with gender roles in a sophisticated manner as compared to any ancient Greek writer. His construction of the role of "Medea" is a unique blend of tradition and deviation. The play is translated in many languages and got worldwide recognition. Ahmed Aqeel Rubi translated the play into Urdu language. The translator gave a good chance to Urdu readers to get through the action practiced centuries back and exists ever beyond the geographical boundaries. In the article, Urdu translation of the play has been assessed and marked with the merits and demerits under different translation perspectives.

Keywords:

Medea, Euripides, Feminism, "The City Dionysia", Feminist Movement, Greek Tragedy, Male Dominated Society, Ahmed Aqeel Rubi.

میڈیا یونانی ڈرامہ نگار یوری پیڈیز (۴۸۴ قبل مسیح تا ۴۰٦ قبل مسیح) کا تخلیق کردہ المیہ ہے۔ یوری پیڈیز ایتھنز

میں پیدا ہوا۔ اس کے حالاتِ زندگی کے بارے میں مستند شواہد نہیں ملتے۔ اندازے کے مطابق یوری پیڈیز کا تعلق ایک متمول گھرانے سے تھا۔ یوری پیڈیز ایک عالی دماغ شخص تھا جس کی سوچ میں یونانی فلسفہ دانوں اور مفکرین بشمول Protagoras[۱] اور Anaxagoras[۲] کے افکار و نظریات کا خاصا دخل ہے۔ ڈرامہ نگاری کے مقابلوں میں یوری پیڈیز کے چار ڈراموں کو پہلا انعام ملا۔ وہ بیس مرتبہ laureates[۳] شعرا کے مقابلے میں حتمی تین laureates کی فہرست میں شامل رہا۔ "میڈیا" یوری پیڈیز کے قلم سے تسطیر شدہ ایک عالمی المیہ ہے جس میں مرد کی بے وفائی اور عورت کے انتقام کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ میڈیا کا شمار یوری پیڈیز کے بہترین اور مشہور ڈراموں میں ہوتا ہے۔ میڈیا ۴۳۱ قبل مسیح کی تحریر ہے جس کی کہانی عورت کے ساتھ ناانصافی اور اور عورت کے انتقام پر مبنی ہے۔ کالچیین[۴] شہزادی میڈیا اس کہانی کا مرکزی کردار ہے۔ وہ کارنتھ[۵] میں اپنے شوہر اور دو بیٹوں کے ساتھ پرمسرت زندگی میں مگن ہوتی ہے کہ اچانک اس کا شوہر کارنتھ کی شہزادی کے ساتھ دوسری شادی کا ارادہ کر لیتا ہے۔ اس پر وہ اپنی مجروح محبت کے زیرِ اثر اپنے شوہر سے انتقام لینے پر اتر آتی ہے۔ یہ المیہ صرف میڈیا کا ہی نہیں بلکہ ایک عام رویہ ہے اور یوری پیڈیز نے عورت کی نفسیات پر اس رویے کے اثرات کو میڈیا کے کردار کی صورت واضح کیا ہے۔ احمد عقیل روبی نے اس المیہ کو اردو زبان میں منتقل کر کے قارئین کو عورت کی نفسیات کے اس پہلو کا مشاہدہ کرنے کا موقع دیا ہے جس کا تعلق کسی سرحد، زمانے یا تہذیب سے نہیں بلکہ یہ تمام حدود و قیود سے ماورا ہے۔ ڈرامہ کے متن و ترجمہ پر نظر ڈالنے سے قبل اس کے کرداروں کی فہرست پیش ہے:

- میڈیا (Medea) ڈرامے کا مرکزی کردار اور جیسن کی بیوی
- جیسن (Jason) ڈرامے کا مرکزی کردار، میڈیا کا شوہر
- کریون (Creon) کارنتھ کا بادشاہ اور جیسن کی دوسری بیوی کا باپ
- ایجس (Aegeus) ایتھنز کا بادشاہ، میڈیا کا ہمدرد
- خادمہ (Nurse) میڈیا کی خاص معتمد ملازمہ
- نگران (Tutor) میڈیا اور جیسن کے بیٹوں کی دیکھ بھال پر مامور ملازم
- کورس (Chorus) گیت گانے والی خواتین کا طائفہ
- پیغام بر (Messenger) میڈیا کو بادشاہ اور اس کی بیٹی کے قتل کی خبر دینے والا
- میڈیا اور جیسن کے دو بیٹے
- کریون اور جیسن کے ملازمین

جیسن اور اس کی بیوی میڈیا ڈرامے کے مرکزی کردار ہیں۔ جیسن کی عمر آٹھ سال ہوتی ہے جب اس کا چچا پیلاس (Pelias) اس کے باپ کو قتل کر کے اس کے تخت و تاج پر قابض ہو جاتا ہے جب کہ جیسن اپنی جان بچا کر جنگل

کی طرف بھاگ جاتا ہے اور وہ جنگل میں ہی پل بڑھ کر جوان ہوتا ہے اور جوان ہونے پر وہ اسی جنگلی پن کے ساتھ شہر کا رخ کرتا ہے اور پیلاس سے اپنے باپ کی سلطنت کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے۔ پیلاس اس کی جنگلی وضع قطع کو اس کی چال قرار دیتا ہے۔ پیلاس جیسن کو دو خطرناک کام سونپتا ہے۔ وہ اسے کہتا ہے کہ وہ فائریکس (Phrixus)[۶] کی روح کو واپس لائے جو ایٹیس نامی جادوگر (میڈیا کا باپ) کے علاقے میں ہے اور ساتھ ہی فائریکس نے سونے کے مینڈھے کی جو اون ایٹیس کو دی تھی وہ سنہری اون[۷] بھی لے کر آئے۔ جیسن اپنے ساتھیوں کے ساتھ آرگو نامی جہاز میں جادوگر ایٹس کے علاقے کی طرف مہم پر روانہ ہو جاتا ہے۔ ایٹس کے سامنے جیسن کی بہادری دھول ہو جاتی ہے لیکن ایٹس کی بیٹی میڈیا (ایک ماہر جادوگرنی) جیسن پر عاشق ہو کر اس کا ساتھ دیتی ہے۔ وہ اپنے باپ کو دھوکا دے کر فائریکس کی روح حاصل کرتی ہے اور سنہری اون کے محافظ اژدھے کو مار کر اون بھی بازیاب کر لیتی ہے۔

میڈیا کے بھائی کو ان معاملات کی بھنک پڑ جاتی ہے اور وہ جیسن کے خلاف سازش پر عملدرآمد کا سوچ ہی رہا ہوتا ہے کہ میڈیا اس کو قتل کر کے جیسن کے ساتھ وہاں سے بھاگ کر یونان آجاتی ہے۔ جیسن کی مدد کے بدلے میں وہ جیسن سے اس کی محبت کی طلب گار ہوتی ہے۔ جیسن اس کا احسان مند ہے لیکن اس کی جادوئی طاقتوں سے خائف بھی ہے اور ساتھ ہی یونان کی تہذیب میں کسی یونانی کو وحشی عورت سے شادی کی اجازت نہیں تھی اس لیے وہ اپنے باپ کا تخت و تاج وہیں چھوڑ کر میڈیا کے ساتھ کارنتھ چلا آتا ہے۔ ڈرامہ کا آغاز کارنتھ میں واقع میڈیا کے محل میں اس کی خاص خادمہ کی طویل خود کلامی سے ہوتا ہے جس سے جیسن کی دوسری شادی اور میڈیا کی جلاوطنی کے منصوبے کی بابت پتہ چلتا ہے۔ وہ خواہش کرتی ہے کہ کاش جیسن میڈیا کے وطن نہ جاتا اور نہ یہ سارا المیہ جنم لیتا۔ خادمہ کے الفاظ میڈیا کے جیسن سے عشق اور اس کے توسط سے میڈیا کو لاحق ہونے والے حزن و ملال کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ مترجم نے بھی حتی الامکان اصل متن کے مطابق میڈیا کے جذبات و احساسات اور اس کے کردار سے وابستہ اہم پہلوؤں کو ترجمہ میں مناسب انداز میں پیش کیا ہے۔ متن میں خادمہ سادہ الفاظ میں میڈیا کے جیسن سے عشق کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتی ہے:

her heart passionately in love with Jason.[۸]

مترجم نے ان الفاظ کے ترجمہ میں جذبات کی شدت کو بڑھا کر پیش کیا ہے:

”شہزادی میڈیا جیسن کے عشق میں ریزہ ریزہ ہے۔“[۹]

”ریزہ ریزہ“ کے الفاظ سے میڈیا کے وجود کی شکست و ریخت کو بخوبی متصور کیا جا سکتا ہے اور قاری پر میڈیا کی دلی حالت خوب منکشف ہوتی ہے۔۔ میڈیا تو ہمیشہ جیسن کی مددگار اور خدمت گزار رہی ہے۔ لیکن التفات کا یہ عمل اسی لمحے پر موقوف ہے جب دونوں کے درمیان محبت کا رشتہ موجود تھا، اگر محبت ہی نہ رہے تو سارا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ متن میں اس خیال کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"That's when life is most secure and safe, when woman and her husband stand as one. But that marriage changed. Now they're enemies. Their fine love's grown sick, diseased"(۱۰).

اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"مرد اور عورت جب ایک ہی گیت پر تھرکتے ہیں تو وہ زخم مندمل ہو جاتے ہیں جو انسانوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ لیکن اب ہر طرف نفرت ہے۔ سچی محبت زہر آلود نظر آتی ہے۔"(۱۱)

مترجم نے یہاں متن کی نسبت آزاد خیالی سے کام لیا ہے اور جیسن اور میڈیا کے معاملات کو عمومی انطباق کی شکل دے دی ہے۔ متن اور ترجمہ کے الفاظ اور تناظر میں واضح اختلاف ہونے کے باوجود ترجمہ کی پیشکش کچھ انداز میں ہے کہ درونِ متن خیال کی ترسیل کامیابی سے ہوتی ہے۔ میڈیا جیسن کی بے وفائی پر خدا سے شکوہ کناں ہے۔ اس کی حالت زار کو متن میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"She won't eat—her body she surrenders to the pain, wasting away."(۱۲)

مترجم نے اس کیفیت کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک مستزاد تاثر دیا ہے جس سے قاری پر میڈیا کا دکھ درد خوب واضح ہوتا ہے۔

"میڈیا کا حسین پیکر بھوک اور ٹھنڈک سے سراپا درد بن گیا ہے۔"(۱۳)

ترجمہ میں "ٹھنڈک" کا لفظ عاریتاً مستعمل ہے لیکن اس لفظ سے میڈیا کے جذبات پر چھائی کہر کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ میڈیا خاموش ہے، اس پر کوئی آواز اثر نہیں کرتی۔ اسے افسوس ہے کہ اس نے جیسن جیسے بے وفا آدمی کے لیے اپنا وطن اور گھربار چھوڑ دیا۔ اس مقام پر متن میں ایک نہایت اہم خیال کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"Her suffering has taught her the advantages of not being cut off from one's own homeland."(۱۴)

لیکن ترجمہ میں اس خیال کو شامل نہیں کیا گیا ہے حالانکہ متن کے ان الفاظ میں ایک اہم نکتہ پوشیدہ ہے جس کے مطابق اپنی بنیادوں اور جڑوں سے علیحدگی اختیار کرنے والے شخص کے نصیب میں بالعموم صعوبتیں لکھ دی جاتی ہیں اور متن مین میڈیا ان ہی صعوبتوں کو بھگت رہی ہے۔ متن کے اس حصے کو ترجمہ میں جگہ دے کر ڈرامہ کی اخلاقی قدروں کی توضیح کی جاسکتی تھی لیکن مترجم کے ہاں اس کا اہتمام نہیں ملتا۔ میڈیا کو جیسن کی بے وفائی نے اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ اب اس کی اولاد بھی اس کے لیے فرحت کا باعث نہیں رہی۔ میڈیا کے بچے اپنے نگران کے ہمراہ آتے ہیں تو خادمہ

انھیں دیکھ کر متاسف ہوتی ہے۔ نگران کی زبانی خادمہ کو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کریون کے حکم سے جیسن میڈیا اور اس کے بچوں کو ملک بدر کر دے گا۔ خادمہ متحیر ہے کہ جیسن میڈیا کے ساتھ تو ناروا سلوک کر سکتا ہے لیکن وہ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کیونکر کر سکتا ہے۔ نگران اس کی بات کے جواب میں کہتا ہے:

Old devotions fade, pushed aside by new relationships.(۱۵)

مترجم نے اس سطر کا ترجمہ کمال خوبی سے کیا ہے:

"جب نئی محبت کی کونپل پھوٹتی ہے تو پرانی محبت کا پھول مرجھا جاتا ہے۔"(۱۶)

یہاں متن کی عین لفاظی کو ترجمہ کا روپ دینے کی بجائے مترجم نے متن کے باطن میں اتر کر معنوی ترجمہ پیش کیا ہے جو نہ صرف متن کی عین کیفیات کی عکاسی کرتا ہے بلکہ بجائے خود ایک پر معنی کلام ہے۔۔ محل کے اندر سے میڈیا کی آواز آتی ہے کہ وہ جو دکھ بھوگ رہی ہے کیا اس پر اسے رونے کا حق بھی نہیں؟ ساتھ ہی وہ اپنے بچوں کو بھی اپنی حرماں نصیبی کا حصہ دار ٹھہراتے ہوئے کہتی ہے:

> "Oh my children, cursed children of a hateful mother, may you die with your father, all his house, may it all perish, crash down in ruins."(۱۷)

مترجم نے متن کے اس حصے کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

> "اے بے باپ کے بچو! خدا تم سے نفرت کرے۔ جیسے مجھ سے نفرت کی جا رہی ہے اور وہ بھی قابل نفرت جس نے تمہیں پیدا کیا۔ یہ گھر، یہ در و دیوار، یہ چھت سب قابلِ نفرت ہیں۔"(۱۸)

ترجمہ میں "بے باپ کے بچو" کا تصور بالکل غلط ہے کیوں کہ متن میں ایسی کوئی بات نہیں، دوسرے میڈیا کے ہاں جیسن کی اولاد اس کے اور جیسن کے تعلقات کا ایک صریح حوالہ ہے اس لیے اس حوالے کو بے باپ کے بچوں سے ظاہر کرنا ایک نامعقول فعل ہے۔۔ گیت شروع ہوتا ہے۔ کورس کی عورتیں میڈیا سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ کی یقین دہانی کرواتی ہیں۔ میڈیا ابھی تک گھر کے اندر ہی موجود ہے اور وہاں سے ہی گیت کا جواب دیتے ہوئے کہتی ہے:

> "Oh why can't a bolt of lightning strike me? What point is there in living any more? I want death to come and sweep me off—let me escape this life of suffering!"(۱۹)

مترجم نے اس مکالمے کا نسبتاً توضیحی ترجمہ کیا ہے تاہم یہ توضیح بوجھل پن پیدا نہیں کرتی بلکہ میڈیا کے جذبات کی تشریح میں معاون ثابت ہوتی ہے:

> "میرا دماغ آگ میں بھسم ہو رہا ہے۔ اب جینے سے کیا فائدہ؟ میں زندگی کا خاتمہ نہ کر لوں؟ زندگی کو جسم کی قید سے آزاد کر دوں۔ اسے بھاگ جانے کا راستہ دے دوں اور وہ بھاگ جائے۔ اس جانور کی طرح جو رات کو پنجرہ توڑ کر چلا جاتا ہے اور اذیت کے کرب سے آزاد ہو جاتا ہے۔"[۲۰]

ترجمہ میں آخری سطر ایک واضح الحاق ہے لیکن اس سطر سے متن کی وہ پھانس بھی کھول کر رکھ دی گئی ہے جو فی الوقت صرف میڈیا کے دل میں ہے۔ اس مقام پر مترجم کی متن فہمی تحسین کی متقاضی ہے۔ گیت کی صدا بلند ہوتی ہے۔ یہ گیت طائفے کی سردار، میڈیا اور خادمہ کے درمیان ایک مکالمہ ہے۔ میڈیا سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ازخود موت کی خواستگار نہ ہو کیوں کہ موت اپنے وقتِ مقررہ پر آکر ہی رہتی ہے۔ ڈرامہ کے اس مقام پر خادمہ کے مکالمہ سے گیت اور انسانی کیفیات کے باہمی تعلق کو موضوع بنایا گیا ہے تاہم ان اہم الفاظ کو ترجمہ نہیں کیا گیا۔ ترجمہ میں گیت کی بابت اتنے اہم نکات کو حذف کر دینا متن کی تہذیب کو ترجمہ کے باب پر ہی روکنے کے مترادف ہے اور یوں متن و ترجمہ کے درمیان ایک واضح خط محسوس ہونے لگتا ہے جس سے مترجم کے ہاں متن سے اغماض نظر آتا ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مترجم اس کے علاوہ زیادہ تر مقامات پر خود متن کی تہہ میں غوطہ زن نظر آتا ہے اور اگر یہی فعل یہاں بھی روا رکھا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ خادمہ گیت اور انسانی افعال کے تعلقِ باہمی پر بات کر کے محل کے اندر چلی جاتی ہے۔ میڈیا محل سے باہر کارنتھ کی عورتوں سے کلام کرتی ہے۔ میڈیا کے طویل مکالمے سے مایوسی اور قنوطیت جھلکتی ہے جسے مترجم نے پوری ایمانداری کے ساتھ ترجمہ میں جگہ دی ہے بلکہ کچھ مقامات پر میڈیا کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے فقط لفظی جمع خاطر روا نہیں رکھی بلکہ متن کی تہہ میں غوطہ زن ہو کر میڈیا کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ مثلاً اس طویل مکالمے میں ایک جگہ میڈیا کہتی ہے:

> "This unexpected blow that's hit me, well, it's destroyed my heart. My life is gone."[۲۱]

ترجمہ کچھ یوں ہے:

> "میری زندگی کا جام ہاتھ سے چھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکا ہے۔"[۲۲]

اب اس سے عمدہ میڈیا کی شکستگی کا بیان کیا ہو سکتا ہے۔۔ اس کی کل کائنات لٹ چکی ہے۔ وہ موت کی متمنی ہے۔ اسی اثنا میں بادشاہ کریون کی آمد کی اطلاع ملتی ہے۔ کریون میڈیا سے مخاطب ہو کر اسے بچوں سمیت ملک بدر ہونے کا

حکم دیتا ہے۔ میڈیا بے چارگی کے عالم میں گویا ہوتی ہے:

"It's over. My enemies have set full sail against me, and there's no way I can avert disaster."(۲۳)

مترجم نے آزاد ترجمہ کی مد میں درج بالا متن کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"دشمن میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ ان کے جہازوں کے بادبان کھلے ہیں۔ تعاقب جاری ہے اور سامنے بحر بیکراں۔ نہ ساحل نہ کنارا۔"(۲۴)

مترجم نے زوائد کا استعمال خوبی سے کیا ہے۔ یہاں بحر بیکراں کی ترکیب اور بے کنار ساحل کے الفاظ میڈیا کے اس وقت کی جانب مشار ہیں جو مستقبل قریب میں جلاوطنی کے بعد اس پر آنے والا ہے۔ مترجم نے دو چار زائد الفاظ کے استعمال سے اس ساری تکلیف کا پورا نقشہ قاری کے سامنے پیش کر دیا ہے جو میڈیا کو مستقبل میں درپیش ہے۔ کریون میڈیا کو فوری جلاوطنی کا حکم دیتا ہے تو میڈیا ملتجی ہو کر کریون سے ایک دن کی مہلت حاصل کر لیتی ہے۔ میڈیا کا اگلا مکالمہ ڈرامہ کا اہم ترین مکالمہ کہا جا سکتا ہے۔ وہ جیسن، کریون اور اس کی بیٹی کو قتل کرنے کے منصوبوں پر بات کرتی ہے۔ وہ آگ، خنجر یا زہر کی مدد سے اپنے دشمنوں کا خاتمہ نہیں کرنا چاہتی کیوں کہ ان مروجہ طریقوں کو اختیار کرنے سے اس کے پکڑے جانے کے امکانات بھی کافی ہیں۔ وہ دشمن کے خاتمے کے لیے Hecate دیوی(۲۵) سے نسبت اور اس کے بخشے ہوئے اعتماد کو ظاہر کرتے ہوئے کہتی ہے کہ:

"By Hecate, the goddess I worship more than all the others, the one I choose to help me in this work,who lives with me deep inside my home, these people won't bring pain into my heart and laugh about it. This wedding of theirs, I'll make it hateful for them, a disaster— Creon's marriage ties, my exile from here, he'll find those bitter. So come, Medea, call on all those things you know so well, as you plan this and set it up."(۲۶)

مترجم نے میڈیا کے دیوی سے اس تعلق کو خاصے موثر پیرائے میں بیان کیا ہے:

"میں لافانی دیویوں میں ہیکیٹی (Hecate) کی پجاری ہوں جو لافانی طاقت رکھتی ہے۔ جو لوہے کی گرمی اور آگ کی شدت بن کر میرے سینے میں رہتی ہے۔ میرے دشمن مجھے ختم کر کے قہقہہ نہیں لگا سکیں گے۔ میڈیا، اے میڈیا! ہمت سے کام لے۔ جیسن اور کریون کی بیٹی

کی شادی کا دن بڑا تاریک ہوگا۔ میں ملک بدر ہوں گی اور وہ دونوں زندگی بدر ہوں گے۔ میڈیا!
اب انتقام کے لیے تیار ہو جا۔ اپنی انتہائی عیارانہ چال اور سازش کو تیار کر۔"(۲۷)

ترجمہ میں مترجم نے who lives with me deep inside my home کا ترجمہ کرتے ہوئے "لوہے کی گرمی اور آگ کی شدت" کا تذکرہ عاریتاً کیا ہے لیکن ان الفاظ سے میڈیا کی ذات میں Hecate دیوی کے وجود کی سرایت کو بخوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ پھر my home کے مقابل "میرے سینے میں رہتی ہے" کے الفاظ کا استعمال بھی مترجم کی زیرک نگاہی کا واضح ثبوت ہے۔ میڈیا کی خود کلامی میں پنہاں اعتماد Hecate دیوی کی پوجا کی دین ہے۔ وہ میڈیا کو بدلہ لینے پر اکساتی ہے کہ میڈیا کوئی عام عورت نہیں بلکہ وہ سورج کے قبیلے Helios سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے مقابل کارنتھ کی بنیاد رکھنے والی Sisyphus(۲۸) نسل ہے جو بہر حال اس سے ادنیٰ ہے۔ Hecate کا ساتھ میڈیا کو طاقت بخشتا ہے اور وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

گیت شروع ہوتا ہے جس کا ترجمہ البتہ گیت کا سا انداز نہیں رکھتا۔ گیت ختم ہونے پر جیسن کی آمد ہوتی ہے۔ میڈیا متاسف ہے کہ وہ اپنے جذبوں کو ایک بے وفا شخص پر ضائع کرتی رہی ہے۔ جیسن کہتا ہے کہ اس نے میڈیا کو مہذب یونان کا تحفہ دیا اور اب بچوں کو شاہی ماحول دینے کا خواہاں ہے لیکن میڈیا کا جارحانہ پن اس ارادے کی تعمیل میں رکاوٹ ثابت ہوا ہے۔ میڈیا جیسن کی باتوں کو فریبِ محض قرار دیتی ہے۔ جیسن وہاں سے چلا جاتا ہے۔ جیسن کے جانے کے بعد طائفے کی خواتین ایک گیت پیش کرتی ہیں جو میڈیا کی قلبی شکستگی کا مظہر ہے تاہم ترجمہ میں اس گیت کو مکمل طور پر حذف کر دیا گیا ہے۔ گیت کے خاتمے پر کہانی میں ایک نیا اور اہم کردار سامنے آتا ہے۔ ایتھنز کے بادشاہ ایجس کی آمد ہوتی ہے۔ میڈیا ایجس سے پناہ طلب کرتی ہے جس پر ایجس اس کی معاونت کی ہامی بھر لیتا ہے۔ میڈیا جیسن کی تباہی کا منصوبہ بناتی ہے اور اپنی خاص خادمہ سے کہتی ہے کہ وہ جیسن سے اس کی ملاقات کا اہتمام کرے اور اس کے منصوبے کو جیسن پر ظاہر نہ کرے۔ جیسن کی آمد ہوتی ہے تو میڈیا اس سے میٹھے لفظوں میں اپنی ندامت کا اظہار کرتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو باپ سے ملنے کے لیے بلاتی ہے اور ساتھ ہی آنکھوں میں آنسو بھر لیتی ہے۔ جیسن کا یا پلٹنے پر حیران ہے اور میڈیا سے آنسوؤں کی بابت پوچھتا ہے تو وہ کہتی ہے:

"But it's a woman's nature to shed tears."(۲۹)

مترجم نے اس خیال کو نہایت عمدگی سے ترجمہ کیا ہے:

"عورت کی روح آنسوؤں سے گوندھی ہوتی ہے۔"(۳۰)

اس ایک جملے میں مترجم نے عورت کی پوری نفسیات بیان کر ڈالی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت ہر جذبے، موقعے اور معاملے میں آنسوؤں کا خوب استعمال کرتی ہے اور عورت کے جھوٹے آنسو اس کے سچے آنسوؤں کی

نسبت زیادہ کمال دکھاتے ہیں۔ میڈیا جیسن سے ملتجی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جلاوطنی سے بچالے۔ ساتھ ہی وہ جیسن کو اس سونے کے تاج اور عروسی جوڑے کی بابت آگاہ کرتی ہے جو اگرچہ دیوتاؤں کی دین ہے لیکن وہ یہ تحفہ جیسن کی دلہن کو بچوں کے ہاتھوں بھجوانا چاہتی ہے۔ جیسن اسے یہ تحائف دلہن کو نہ بھیجنے کا مشورہ دیتا ہے تو وہ کہتی ہے:

"I'd trade more than gold. I'd give my life."(۳۱)

اب یہاں بظاہر my life سے مراد میڈیا کا شوہر ہے جو وہ نئی دلہن کو دان کر رہی ہے لیکن درونِ متن اس سے مراد میڈیا کا وہ منصوبہ ہے جو خود اس کی زندگی کا بھی دشمن ہے۔ گویا وہ واقعی جیسن کی دلہن کو صرف سونا نہیں بلکہ اپنی زندگی بھیج رہی ہے۔ لیکن مترجم نے اس خیال کو سرے سے ترجمہ میں شامل ہی نہیں کیا حالانکہ یہ متن کا ایک نہایت اہم خیال ہے۔ جیسن کے منع کرنے کے باوجود میڈیا بچوں کو یہ خاص تحفہ دے کر دلہن کی طرف بھیجتی ہے۔ میڈیا کے بچوں کا نگران اس خوشخبری کے ساتھ آتا ہے کہ نئی دلہن نے اس کے بچوں سے تحفے وصول کر کے ان کی سزا ختم کروا دی ہے۔ میڈیا نگران کو بچوں کے معمولات پر مامور کر کے انھیں اندر بھیج دیتی ہے۔ وہ ایک طویل مکالمے میں بچوں سے اپنی وابستگی اور پھر ان کے قتل کے فیصلے میں اپنی لاچاری کا اظہار کرتی ہے۔

مترجم نے اس مکالمے کے تقریباً تمام خیالات کو ترجمہ میں مناسب انداز میں پیش کیا ہے۔ لیکن اس مکالمے کے فوراً بعد پیش کیے جانے والا گیت حذف کر دیا گیا ہے۔ گیت میڈیا کے جذبات کا عکاس ہے جس میں اس کے عورت پن کی مشکلات کو بیان کیا گیا ہے۔ مترجم نے گیت کے کسی خیال کو ترجمہ میں جگہ نہیں دی حالانکہ اس گیت میں رنج اور دکھ کی جو گہری کیفیت موجود ہے اس کو مفصل نہ سہی، اختصار کے ساتھ ہی ترجمہ میں جگہ دینا امر لازم تھا تاکہ قاری بھی درد کی اس شدت کو محسوس کرتا جو متن میں موجود ہے۔ شاہی محل کی جانب سے ایک قاصد کی آمد ہوتی ہے جو میڈیا کو طوفانی رفتار سے وہاں سے بھاگ جانے کو کہتا ہے کیوں کہ میڈیا کے منصوبے کے عین مطابق شاہی خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔ میڈیا تمام ماجرا سننا چاہتی ہے جس پر قاصد بتاتا ہے کہ میڈیا کا بھیجا ہوا عروسی جوڑا اور سنہری تاج جیسن کی نئی دلہن نے پہن لیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی شہزادی کی حالت بگڑنے لگی جس پر ایک بوڑھی خادمہ اس کی مدد کو لپکتی ہے۔ ترجمہ کے مطابق:

"بوڑھی خادمہ سمجھی اسے کسی آسیب نے آگھیرا ہے۔ شاید PAN دیوتا کا عذاب اس پر نازل ہوا ہے۔ دلہن نے ایک دردناک چیخ ماری اور منہ سے سرخ جھاگ نکلنے لگی۔"(۳۲)

جب کہ متن میں بات کچھ یوں ہو رہی ہے:

"An old woman, one of her servants, thinking it was a fit inspired by Pan or by some other god, shouted in festive joy, until she saw the white spit foaming in her mouth."(۳۳)

اب متن میں شہزادی کی ڈانواں ڈول کیفیت کو دیوتا کی اٹکھیلی تصور کیا گیا ہے جسے محسوس کر کے festive joy کی ذیل میں بوڑھی عورت خوشی سے چیختی ہے اور اس کے خیال کی نفی تب ہوتی ہے جب شہزادی کے منہ سے سفید جھاگ نکلنا شروع ہوتی ہے۔ ترجمہ دیکھیں تو دیوتا کی چھیڑ خوانی کو آسیب اور عذاب سے تعبیر کیا گیا ہے اور شہزادی کے منہ سے نکلنے والی جھاگ کا رنگ سرخ بتایا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ شہزادی کی زندگی کا بالکل آخری لمحہ ہے جس میں اس کے منہ سے خون جاری ہو چکا ہے۔ لیکن متن میں شہزادی کی دردناک موت کی اہم کیفیات کا بیان اس کے بعد ہو رہا ہے۔ مترجم نے اس مقام پر ترجمہ کے دوران متن کی ان باریکیوں کا خیال نہیں رکھا جس کی وجہ سے ترجمہ کی فضا کچھ مبہم سی معلوم ہوتی ہے۔

تاج شہزادی کے سر میں گڑ جاتا ہے اور اس کا سونا پگھل کر اس کی پیشانی اور کن پٹی سے چمٹ جاتا ہے۔ تکلیف کی شدت اور زہر کے اثر سے اس کے چہرے کے نقوش مسخ ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں اس کا باپ کریون آتا ہے اور بے اختیار اپنی بیٹی کی لاش سے لپٹ کر رونے لگتا ہے۔ جونہی وہ خود کو لاش سے الگ کرنے لگتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لاش سے الگ نہیں ہو سکتا، عروسی لباس کے دھاگے کریون کے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور وہ بھی اپنی بیٹی کے ساتھ مر جاتا ہے۔ مترجم نے کریون اور اس کی بیٹی کی موت کی منظر کشی میں متن کی سی مصوری کا فن دکھایا ہے جس کی وجہ سے قاری خود کو اس واقعے کا عینی شاہد متصور کرتا ہے۔ میڈیا پر سکون سانس لے کر اپنے بیٹوں کو قتل کرنے کی غرض سے محل کے اندر جاتی ہے۔ بچوں کی چیخ و پکار بلند ہوتی ہے اور میڈیا کی تلوار بچوں کا کام تمام کر دیتی ہے۔ اسی اثنا میں جیسن آکر میڈیا کو شاہی گھرانہ برباد کرنے پر لعن طعن کرتا ہے۔ اسے میڈیا کی سزا سے کوئی غرض نہیں لیکن اپنے بچوں کی بابت اس کا کہنا ہے:

> "I'm worried for my children. Those whom she has wronged will take care of her. I've come for the boys, to save their lives, in case the next of kin try to harm me and mine, retribution for their mother's profane murders."(۳۴)

ترجمہ کچھ یوں ہے:

> "میں تو اپنے بچوں کو بچانے آیا ہوں۔ کہیں وہ ملعون، ظالم، بے رحم ماں اپنے بچوں کو قتل نہ کر دے۔"(۳۵)

متن اور ترجمہ میں اختلاف واضح ہے۔ متن میں جیسن اس لیے فکر مند ہے کہ کہیں میڈیا کے کیے کی سزا اس کے بچوں کو نہ بھگتنی پڑے جب کہ ترجمہ میں موجود خیال متن مطابق نہیں۔ جیسن کو تو طائفے کی طرف سے ادا کیے گئے

اگلے مکالمے سے معلوم ہوتا ہے کہ:

"CHORUS: Unhappy man, you don't know the full extent of your misfortune, or you would not say this.

JASON: What is it? Does she plan to kill me, too?

CHORUS: Your boys are dead, killed by their mother's hand."(۳۶)

یہاں مترجم کے ہاں ترجمہ کی سواری متن کے قدموں کے نقوش پر سفر کرنے کی بجائے آگے کو دوڑتی محسوس ہوتی ہے۔ جیسن مخبوط الحواس ہو کر اپنے مقتول بچوں کی طرف جاتا ہے تو دروازہ بند ملتا ہے۔ وہ دروازہ توڑنے کی کوشش کرتا ہے تو میڈیا اپنے آبائی دیوتا کی جانب سے بھیجی گئی ایک آسمانی گاڑی پہ اپنے بیٹوں کی لاشوں سمیت سوار نظر آتی ہے۔ جیسن ایک طویل مکالمے میں اپنے غم وغصے کا اظہار کرتے ہوئے اس وقت کو کوستا ہے جب اس نے میڈیا کو اپنایا تھا اور وہ اسے بھوکی شیرنی سے مماثل قرار دیتا ہے۔ میڈیا کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے وہ اسے Tuscan(۳۷) کے ساحل پر آباد Scylla(۳۸) سے زیادہ خطرناک اور بد فعل ہی قرار دے۔ میڈیا کے مکالمے کی ابتدائی الفاظ ہیں:

"I would reply to your words at length, if father Zeus did not already know what I did for you and what you did to me."(۳۹)

ترجمہ کچھ یوں ہے:

"تیری اس تقریر کا میرے پاس ایک ہی جواب ہے جو دیوتا Jove اچھی طرح جانتا ہے"(۴۰)

یہاں مترجم نے زیوس دیوتا کو آسمانی بجلی کے دیوتا Jove سے بدل کر قاری کو ایک بار پھر مخمصے میں ڈال دیا ہے۔

یہاں متن میں بچوں کے قتل کے محرک کو ان مکالموں میں بیان کیا گیا ہے:

"JASON: O my children, you had such an evil mother!

MEDEA: O my children, victims of your father's evil actions!

JASON: At least it was not my hand that killed them.

MEDEA: No. It was an insult—your new marriage.

JASON: Was it right to murder them for that?

MEDEA: Do you think that insult to a woman is something insignificant?

JASON: Yes, I do, to a woman with good sense. But to you it's completely evil."(۴۱)

ترجمہ کچھ یوں ہے:

"جیسن: افسوس میرے بچے کیسی بے شرم اور گناہ آلود کوکھ سے پیدا ہوئے۔ اے خدا اس پر تیرا عذاب نازل ہو۔

میڈیا: خدا جانتا ہے گناہوں کی یہ کہانی کس نے شروع کی؟

جیسن: خدا تیری بد روح کو پہچانتا ہے جس نے ہوس کے ہاتھوں اپنے بچوں کو مار ڈالا

میڈیا: ہوس نہیں محبت۔ کیا محبت عورت کی زندگی میں کوئی معنی نہیں رکھتی؟

جیسن: صرف نیک عورتوں کی زندگی میں۔۔۔ تیری بری زندگی میں محبت نام کی کوئی چیز نہیں۔"(۴۲)

متن میں میڈیا جیسن کے اعمال کو ان سارے بد عوامل کی وجہ قرار دیتی ہے۔ وہ جیسن کے ہاتھوں اپنی ہتک برداشت نہیں کر سکتی اور ذلت و بے عزتی کے اسی احساس کے زیر اثر وہ انتقام پر اتر آتی ہے۔ ترجمہ میں insult کے لفظ کو "ہوس" اور "محبت" سے تعبیر کیا گیا ہے جو سراسر لغو ہے کیوں کہ تینوں جذبات ایک دوسرے سے بالکل الگ نوع کے ہیں اور تینوں کی کیفیات کو ایک ہی مد میں برتنا صریحاً غلط ہے۔ جیسن ملتجی ہے کہ میڈیا اس کے بیٹوں کی لاشیں اس کے حوالے کر دے تا کہ وہ انھیں خود دفنا سکے۔ میڈیا کا کہنا ہے:

"Never. My own hands will bury them. I'll take them to Hera's sacred lands in Acraia, so no enemy of mine will commit sacrilege against them by tearing up their graves. And in this place, this land of Sisyphus, I'll initiate a solemn celebration, with mystic rites, future atonement for this wicked murder."(۴۳)

ترجمہ ملاحظہ ہو:

"بالکل نہیں۔ میں خود انھیں دیوی Juno کی سرسبز وادی میں دفناؤں گی تا کہ دیوی کا رتھ کے لٹیروں سے ان کی حفاظت کر سکے۔ کوئی دشمن ان کی قبروں کے کتبے نہ اکھاڑ سکے۔ نہ ان کی لاشیں نکال کر ان کی توہین کرے۔ دیوی ان کی حفاظت کرے گی۔ ہر سال میں ان کی یاد میں ایک متبرک جشن کا اہتمام کروں گی تا کہ ان کی یاد میں آنسو بہا کر گناہ کے اس سیاہ دھبے کو دور

کر سکوں جو ان کے قتل سے میرے دامن پر لگ گیا ہے۔"(۴۴)

مترجم نے ترجمہ میں یونانی دیوی Hera کو رومانی دیوی Juno سے بدل دیا ہے جو اگرچہ منصب میں برابر ہیں لیکن قاری کے لیے بہر حال یہ ایک نیا تعارف ہے جس سے ایک بار پھر ترجمہ کی تسہیل کا عمل کمزور پڑ جاتا ہے۔ ترجمہ میں Acraia (۴۵) اور Sisyphus (۴۶) کے مقامات کا تذکرہ بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ میڈیا کے باقی خیالات کو البتہ دیدہ زیب الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے جس سے قاری پر میڈیا کی دلی حالت خوب منکشف ہوتی ہے۔ میڈیا جیسن کو آگاہ کرتی ہے کہ وہ ایجس کے ہاں آباد ہونے جا رہی ہے اور اس کی یاد تاحیات جیسن کو تکلیف دیتی رہے گی۔ جیسن کی بددعا پر میڈیا کہتی ہے کہ خدا اس جیسے دھوکے باز کی صدا نہیں سنے گا۔ جیسن زیوس سے شکوہ کناں ہے کہ اسے اپنی اولاد کی آخری رسومات ادا کرنے سے کیوں محروم رکھا گیا۔ میڈیا کی گاڑی اڑان بھرتی ہے۔ آخری گیت کی صدا بلند ہوتی ہے۔ زیوس ہی ہے جو محلات میں بسنے والوں کے نصیب رقم کرتا ہے اور بعض اوقات انسان نصیبوں کے اس لکھے کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ یہی اس کہانی کا بھی انجام ہے۔

ڈرامہ کے ترجمہ پر اجمالی نظر ڈالی جائے تو مترجم کی یہ کاوش اس لیے لائقِ تحسین ہے کہ ترجمہ کی زبان و تہذیب سے کئی درجہ دور موجود متن کو ہاتھ پکڑ کر ترجمہ کی عمارت میں لا کر آباد کیا گیا ہے۔ ایک علاقے کے مکین کے دوسرے علاقے میں آباد ہونے کے اس عمل میں اگرچہ کچھ سامان سفری صعوبتوں کی نذر بھی ہوا ہے تاہم اصل متاع یعنی متن کے خیال، موضوع اور مقصود کو ترجمہ خانے میں لا کر بقدرِ استطاعت بسایا گیا ہے۔ ترجمہ میں کئی مقامات پر جذبات کی اس قدر جاندار تسطیر کی گئی ہے کہ متن کا خیال تک قاری کو نہیں چھو پاتا اور وہ ترجمہ میں ہی مستغرق ملتا ہے۔ مثال کے طور پر:

"her heart passionately in love with Jason."(۴۷)

"شہزادی میڈیا جیسن کے عشق میں ریزہ ریزہ ہے۔"(۴۸)

یہاں لفظ بہ لفظ ترجمہ نہ ہونے کے باوجود میڈیا کے جذبات کو کمال خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ پھر ایک اور نمونہ پیش ہے:

"Old devotions fade, pushed aside by new relationships."(۴۹)

"جب نئی محبت کی کونپل پھوٹتی ہے تو پرانی محبت کا پھول مرجھا جاتا ہے۔"(۵۰)

یہاں مترجم نے متن سے انتہا درجے کا کرب کشید کر کے ترجمہ میں پیش کیا ہے۔ اسی قبیل کی ایک اور مثال:

"She won't eat—her body she surrenders to the pain, wasting away."(۵۱)

"میڈیا کا حسین پیکر بھوک اور ٹھنڈک سے سراپا درد بن گیا ہے۔"(۵۲)

ترجمہ میں متن کی نسبت اگرچہ ایک متزاد کیفیت ملتی ہے لیکن اس کیفیت میں درد اس طرح حلول ہے کہ قاری اس بیان کے وسیلے سے اس درد کو اپنی ذات میں جگہ دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔۔ترجمہ میں الحاق کو کبھی استحسان نہیں بخشا جاتا لیکن "میڈیا" کے ترجمہ میں سے الحاق کی ایک ایسی مثال پیش ہے جسے دیکھ کر الحاق کا عنصر جائز معلوم ہونے لگتا ہے:

"Oh why can't a bolt of lightning strike me? What point is there in living anymore? I want death to come and sweep me off—let me escape this life of suffering!"(۵۳)

"میرا دماغ آگ میں بھسم ہو رہا ہے۔ اب جینے سے کیا فائدہ؟ میں زندگی کا خاتمہ نہ کر لوں؟ زندگی کو جسم کی قید سے آزاد کر دوں۔ اسے بھاگ جانے کا راستہ دے دوں اور وہ بھاگ جائے۔ اس جانور کی طرح جو رات کو پنجرہ توڑ کر چلا جاتا ہے اور اذیت کے کرب سے آزاد ہو جاتا ہے۔"(۵۴)

ترجمہ کی آخری سطر واضح طور پر الحاقی ہے لیکن اس الحاق نے میڈیا کے سوختہ جگر سے پردہ اٹھا کر قاری کو ان زخموں کا نظارہ کروایا ہے جو متن میں پس پردہ ہی رکھے گئے ہیں، یوں قاری بھی میڈیا ہی کی مانند زخم خوردہ ہو جاتا ہے۔ پھر متن کے استفہام کو جس طرح ترجمہ میں بیان کیا گیا ہے اس سے قاری بھی میڈیا کے ساتھ ہی ایک سوالیہ نشان بن کر خلا میں معلق ہو جاتا ہے اس مقام پر مترجم کی متن فہمی لائق تحسین ہے۔ ترجمہ میں جذبات نگاری کے کمالات دکھانے کے ساتھ ساتھ مترجم نے کچھ مقامات پر ایسے خیالات کو حذف کیا ہے کہ جس سے متن کی منشا ترجمہ میں وجود نہیں پاتی۔ مثال کے طور پر:

"Her suffering has taught her the advantages of not being cut off from one's own homeland."(۵۵)

متن کے ان الفاظ میں پوری کہانی کی بنیاد مضمر ہے جس کے مطابق اپنی جڑوں سے کٹ جانے والے نخل ہرے نہیں رہتے۔ اپنے خاندان اور خون سے علیحدگی اختیار کرنے والے اکثر حرماں نصیب ٹھہرتے ہیں اور متن میں میڈیا کی اسی حرماں نصیبی کی طرف اشارہ ہے۔ متن کا یہ حصہ اخلاقی اقدار کی طرف مشار ہے، اس کو بہر طور شامل ترجمہ رہنا چاہیے۔۔ بعض مقامات پر متن کی غلط تعبیرات بھی ملتی ہیں جیسے:

"Oh my children, cursed children of a hateful mother,may you

die with your father, all his house, may it all perish, crash down in ruins."(۵۶)

مترجم نے متن کے اس حصے کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"اے بے باپ کے بچو! خدا تم سے نفرت کرے۔ جیسے مجھ سے نفرت کی جا رہی ہے۔ اور وہ بھی قابلِ نفرت جس نے تمھیں پیدا کیا۔ یہ گھر، یہ در و دیوار، یہ چھت سب قابلِ نفرت ہیں۔"(۵۷)

ترجمہ میں "بے باپ کے بچو" کا تصور بالکل لغو ہے کیوں کہ شروع متن سے واضح ہے کہ میڈیا کے بچے جیسن سے تولد ہیں۔ ایسے میں بچوں کا بے باپ ہونا کوئی مناسب تعبیر نہیں۔ پھر بعض مقامات پر مترجم نے اساطیری کرداروں کے ردوبدل کا کمال بھی دکھایا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر مترجم نے Zeus کو Diana سے بدل دیا ہے حالانکہ یونانی تہذیب میں زیوس یعنی سورج دیوتا بجائے خود ایک کامل موضوع ہے اس لیے اسے کسی دیوی (یعنی Diana) سے تعبیر کرنا درست نہیں۔ ڈرامہ میں شامل گیتوں کے ترجمہ میں حذوف واضح ہیں تاہم بعض حذوف سے متن کے مجموعی تاثر پر زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح بعض مقامات پر گیتوں کا مرکزی خیال ترجمہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر ایسے حذوف ملتے ہیں جن کی وجہ سے متن کے عین مقاصد کا حصول مترجم کے ہاں نہیں ملتا۔ مثال کے طور پر:

"Those men from long ago—you'd not be wrong to call them fools without much wisdom. They thought up songs for celebrations, feasts and banquets, bringing to human life delightful music. But they found nothing in music or the lyre's many strings to end the bitterness of human life, the pain in living, sorrows bringing on the deaths and horrifying disasters which destroy whole families. What a blessing it would be for human beings if music could cure these sorrows. When people feast, why should people sing? It's a waste of time. People who eat well are happy anyway—they've enjoyed the pleasure of the meal."(۵۸)

گیت کے اس حصہ میں انسان کی نفسیات پر شاعری اور گیت کے اثرات کی بابت بات ہو رہی ہے لیکن مترجم نے اس موضوع کو اس قابل نہ سمجھا کہ اسے ترجمہ میں جگہ دے حالانکہ متن جس معاشرت کا مسافر ہے وہاں گیت اور

شاعری کی خاصی اہمیت ہے۔ پھر اس طرح کا نفسیاتی مطالعہ معاشرتی تفاوت کا تعین کرنے میں بھی معاون ہوتا ہے ساتھ ہی اس طرح کے موضوعات معاشرتی دباؤ اور تناؤ کی شرح میں کمی بیشی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ گیت کے یہ الفاظ ترجمہ میں شامل ہوتے تو ممکن ہے کوئی ذی فہم قاری ان الفاظ کا نطباق اپنے معاشرے پر بھی کر لیتا۔ یوں بھی دکھ درد کی کیفیت بیان مانگتی ہے اور بیانیے کی یہ صورت جو متن میں مذکور ہے، خاصی کشش رکھتی ہے لیکن مترجم نے ترجمہ میں اس دلکشی کا اہتمام نہیں کیا۔

ترجمہ کے مجموعی مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ کہانی کے مجموعی تاثر کی ترسیل بہر طور ہو رہی ہے۔ دورانِ ترجمہ جو حذوف اور اختلافات ملتے ہیں کہانی کے آخر تک ان پر بطریقِ احسن اس طرح پردہ ڈال دیا جاتا ہے کہ متن اور ترجمہ کی تفاوت ختم ہونے لگتی ہے۔ کرداروں کی پیشکش پر ترجمہ میں خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ڈرامے کا مرکزی کردار میڈیا کسی عام کہانی کے کردار کی مثل نہیں بلکہ وہ بیک وقت انسانوں اور ماورائی مخلوق کی نمائندہ ہے۔ اس طرح کے پیچیدہ کردار کو قابلِ فہم انداز میں ترجمہ ایک مشکل کام ہے جسے مترجم نے بخوبی سرانجام دیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی مدِ نظر رکھنا ضروری ہے کہ مترجم کے ہاں مروجہ ادب میں اس طرح کے مرکب کردار رائج نہیں اس لیے ایسے کردار کو احاطۂ تحریر میں لانا، خواہ وہ ماخوذ ہی ہو، مشکل امر ہے۔

لیکن ترجمہ میں کسی مقام پر یہ گمان نہیں ہوتا کہ میڈیا کا کردار پیش کرتے ہوئے مترجم تذبذب کا شکار رہا ہے۔ متن میں جہاں میڈیا ایک عام عورت کی طرح گھر گرہستی کے بارے میں متفکر ہے وہاں مترجم نے بھی اس تفکر کو ترجمہ کا حصہ بنایا ہے۔ اسی طرح متن میں جہاں میڈیا کو لافانی طاقتوں سے لیس دکھایا گیا ہے وہاں ترجمہ میں بھی اس کی ان طاقتوں کو بعینہٖ بیان کیا گیا ہے۔ دیگر ضمنی کرداروں کی مرقع کشی بھی بمطابق متن ملتی ہے۔ ترجمہ کی دوسری بڑی خوبی جو مجموعی مطالعہ سے سامنے آتی ہے، محاکات نگاری ہے۔ مترجم نے سیدھے سپاٹ بیانیے کی بجائے منظر کشی پر خصوصی توجہ دی ہے۔ زہریلا تاج اور عروسی جوڑا پہن کر دلہن بننے والی بادشاہ کریون کی بیٹی اور اس سے لپٹے بادشاہ کی موت کا منظر اور ڈرامے کے آخر میں میڈیا کا اپنے بیٹوں کی لاش کے ہمراہ رتھ پر سوار ہو کر محل چھوڑنے کا منظر محاکات کی بہترین مثالیں ہیں۔ اس طرح کی منظر کشی بھی مترجم کے ہاں مروجہ ادب کا حصہ نہیں اس لیے یہاں بھی مترجم کو روایت سے ہٹ کر مناظر تخلیق کرنے کے لیے یقینی طور پر مشکل کا سامنا رہا ہو گا۔ یہ مناظر اس قدر جاندار ہیں کہ ان پر مترجم کی تخلیقی صلاحیت کی داد واجب ہے۔ یہی نہیں بلکہ مجموعی طور پر مکمل ترجمہ مترجم کی متن فہمی اور ترجمہ میں متن کی عمدہ پیشکش پر قابلِ داد ہے۔

"میڈیا" کے ترجمہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ احمد عقیل روبی نے ترجمہ میں متن کو اس کی تہذیب کے آئینے میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور کسی ایک مقام پر بھی اپنی تہذیب سے کوئی بھی حوالہ ترجمہ میں خواہ مخواہ ٹانکنے سے

گریز کیا ہے۔ ایک مترجم جب خود علاوہ مترجم شاعر اور نثر نگار بھی ہو، اس کے لیے اس طرح کی غیر جانبداری کا مظاہرہ اگرچہ مشکل ہو جاتا ہے لیکن روبی نے کمال خوبی سے اس غیر جانبداری کو روا رکھا ہے۔ اچھے ترجمہ کی یہی نشانی ہے کہ اس میں متن کا مصنف اور متن کی تہذیب نمایاں رہے نہ کہ مترجم کی ذات مصنف و متن پر حاوی ہوتی ہو۔ اس اعتبار سے "میڈیا" کا ترجمہ اس معیار پر پورا اترتا ہے۔ روبی نے غیر جانبدار رہتے ہوئے متن کے اصل جواہر کو بہر صورت قاری تک منتقل کیا ہے اور یوں ترجمہ نگاری کے اصل مقصد کو پورا کر دکھایا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سقراط کے زمانے سے پہلے کا یونانی مفکر (وفات: ۴۲۰ قبل مسیح)

۲۔ سقراط کے زمانے سے پہلے کا یونانی مفکر (پیدائش: ۴۸۰-۵۰۰ قبل مسیح) جس نے مابعد الطبعیات کا فلسفہ بیان کیا۔

۳۔ یونانی اعزازی تاج کے حق دار شعرا۔ یہ تاج Laureate نامی پودے کے پتوں اور شاخوں سے بنایا جاتا تھا۔

۴۔ یورپ اور ایشیا کے سنگم پر بہنے والے بحیرہ اسود کی مشرقی حدود (موجودہ جارجیا) میں واقع علاقے کالچس کے رہائشی کالچین کہلاتے ہیں۔

۵۔ کارنتھ یونان کا ایک قدیم شہر تھا جسے ۴۴ صدی قبل مسیح میں اہلِ روم نے از سرِ نو تعمیر کے بعد یونان کا دارالحکومت قرار دیا۔

۶۔ یونانی ریاست Thebes کے بادشاہ Athamas کا بیٹا جس کی سوتیلی ماں نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا لیکن وہ اپنی سگی ماں Nephele دیوی کی طرف سے بھیجے گئے سنہری مینڈھے پر سوار ہو کر جان بچاتے ہوئے میڈیا کے باپ ایٹیس کے علاقے میں جا پہنچا اور وہیں وفات پائی۔

۷۔ مذکورہ سنہری اون (Golden Fleece) کو یونانی روایات میں بادشاہت اور حکومت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

۸۔ Euripides. Medea. Translated by : Ian Johnston. Malaspina University-College, Published by: Richer Resources Publications. Year NA. P: 1

۹۔ احمد عقیل روبی (مترجم)، دو یونانی ڈرامے، ایڈی پس ریکس از سوفوکلیز، میڈیا از یوری پیڈیز، کراچی: نیشنل اکیڈمی آف پرفارمنگ آرٹس، ۲۰۱۲ء، ص:۸۵

۱۰۔ Euripides. Medea,p:2

۱۱۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۸۵

۱۲۔ Euripides. Medea,p:2

۱۳۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۸۶

۱۴۔ Euripides. Medea, p:2

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۸۹

۱۷۔ Euripides. Medea, p:2

۱۸۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۹۱

۱۹۔ Euripides. Medea, p:5

۲۰۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۹۳

۲۱۔ Euripides. Medea, p:7

۲۲۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۹۸

۲۳۔ Euripides. Medea, p:9

۲۴۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۱۰۰

۲۵۔ یونانی اساطیر کے مطابق جادو اور سحر کی دیوی

۲۶۔ Euripides. Medea, p:12

۲۷۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۱۰۶۔۱۰۷

۲۸۔ کارنتھ کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ کا نام Sisyphus تھا۔

۲۹۔ Euripides. Medea, p:28

۳۰۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۱۲۵

۳۱۔ Euripides. Medea, p:29

۳۲۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۱۳۳

۳۳۔ Euripides. Medea, p:35

34. ایضاً، ص:۳۹

۳۵۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۱۳۸

۳۶۔ Euripides. Medea, p:39

۳۷۔ اٹلی کے قرب میں بہنے والا ایک دریا

۳۸۔ سمندر کے تنگ و تاریک گوشوں میں آباد شیطانی روح

۳۹۔ Euripides. Medea, p:41

۴۰۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص :۱۴۰

۴۱۔ Euripides. Medea, p:41

۴۲۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص: ۱۴۱

۴۳۔ Euripides. Medea, p:42

۴۴۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص: ۱۴۲

۴۵۔ کارنتھ کے سمندری خلیج میں واقع Hera دیوی کا گھر

۴۶۔ کارنتھ کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ کا نام Sisyphus تھا جس نے موت کو دھوکا دینے کی کوشش کی لیکن اس جرم کی پاداش میں اسے زیوس دیوتا نے ایک پہاڑی کے نیچے قید کر دیا اور جیسے ہی وہ فرار ہونے کے لیے پہاڑی سر کرنے کی کوشش کرتا ہے، پہاڑی کی چوٹی سے ایک بڑا پتھر اسے دوبارہ قید خانے میں لے جاتا ہے۔

(بحوالہ: https://www.britannica.com/topic/Sisyphus)

۴۷۔ Euripides. Medea, p:1

۴۸۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۸۵

۴۹۔ Euripides. Medea, p:3

۵۰۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۸۹

۵۱۔ Euripides. Medea, p:2

۵۲۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص: ۸۶

۵۳۔ Euripides. Medea, p:5

۵۴۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۹۳

۵۵۔ Euripides. Medea, p:2

۵۶۔ ایضاً، ص ۴۔۵

۵۷۔ احمد عقیل روبی، دو یونانی ڈرامے، ص:۹۱

۵۸۔ Euripides. Medea, p:6-7